بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

* وفاق المدارس کا دارالعلوم میں اجتماع
* قادیانی ترمیم
* عورتوں کا مظاہرہ

۲۷-۲۸-۲۹ مارچ کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقد ہوئے۔ اس تنظیم سے پاکستان کے دیوبندی مکتب فکر کے تقریباً ایک ہزار مدارس و جامعات وابستہ ہیں جو ان مدارس کے نصاب و نظام تعلیم باہمی ارتباط و تنظیم ترقی و بقا اور استحکام کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ اس وقت بدقسمتی سے گردش دوراں اور انقلاب احوال کی بنا پر ہمارے علمائے کرام کے اکثر سیاسی و نیم سیاسی تنظیمیں افتراق و انتشار کا شکار ہو کر رہ گئی ہیں اور اتحاد و یگانگت کا کوئی نکتہ انہیں یکجا نہیں کر سکتا۔ صرف وفاق المدارس کی تنظیم ایک ایسی سٹیج رہ گئی ہے جس پر ملکی و سیاسی امور میں طریق کار پر اختلاف رائے طبعی اور فکری رجحانات کام میں ترجیحات کا الگ الگ نقطہ نظر رکھنے کے باوجود علماء دیوبند تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور باہم آپس میں مل بیٹھنے کا موقعہ صرف وفاق سے مہیا ہو جاتا ہے۔ دوریاں کم ہو جاتی ہیں اور قرب کے فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔ فی الوقت یہ بھی وفاق کی ایک نہایت اہم افادیت ہے اور الحمدللہ کہ وفاق کے موجودہ اجلاس میں یہ افادیت موثر شکل میں سامنے آئی۔ اور اجلاس کے ان تین چار ایام میں دارالعلوم کی فضاؤں میں باہمی الفت و محبت خلوص کے مظاہر و مناظر کا موسم بہار جیسا سماں رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کی اہم مرکزی حیثیت اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا سرپرست ہونے کی وجہ سے اس سال وفاق المدارس کے اکابر نے ایک دور افتادہ بستی اکوڑہ خٹک میں اپنا اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جبکہ اس سے قبل یہ اجلاس ملتان، لاہور یا کراچی جیسے شہروں میں ہوتے رہے۔ کسی قصبہ میں اتنے وسیع اور ہمہ گیر تنظیم کے اجلاس کا پہلا اتفاق تھا جس کی وجہ سے دارالعلوم کے منتظمین اور وسائل آرام و راحت کما حقہ مہیا نہ کر سکنے کی بنا پر متردد تھا۔ مگر جماعت اور مسلک کے احترام میں سر تسلیم خم کر کے دارالعلوم کے منتظمین قابل احترام اساتذہ اور مخلص و جفاکش طلبہ نے شب و روز ایک کر کے اجلاس میں ملک بھر سے آئے ہوئے سینکڑوں واجب الاحترام علماء اور مشائخ کی میزبانی اور خاطر داری میں کوئی کسر نہ اٹھائی۔ اور ان مہمانوں کے عمومی تاثرات نہایت قابل اطمینان رہے اور انہوں نے یہاں کے دوران قیام ایک خاص قسم کے اطمینان و مسرت محسوس کرنے کا اظہار کیا۔

۲۷ کو مجلس عاملہ کے اجلاس کتب خانہ کے ہال میں جاری رہے۔ مجلس شوریٰ کا افتتاحی اجلاس ۲۸ مارچ کو صبح

دارالعلوم کی وسیع مسجد کے ہال میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس اجلاس کے مہمانِ خصوصی بقیۃ السلف مجاہد جلیل مولانا عزیر گل اسیر مالٹا رفیق و تلمیذ حضرت شیخ الہند قدس سرہ تھے جنہوں نے اپنی عام روایات اور مزاج کے برعکس اس ناچیز کی ضد کی حد تک اصرار پر اس اجلاس میں شرکت قبول فرمائی۔ اور ایک مدت بعد اپنی عزلت نشینی کا حصار توڑ کر دارالعلوم تک سفر کی صعوبت برداشت کی۔

اس اجلاس کا ایک عجیب روحانی منظر تھا۔ شہ نشین پر اسیر مالٹا مدظلہ کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور صدر وفاق مولانا محمد ادریس میرٹھی جلوہ افروز تھے اور کمال اہل اللہ علماء و صلحاء کی نورانی شخصیتوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ احقر نے مجلس استقبالیہ کے نگران کے طور پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طرف سے خطبہ استقبالیہ پیش کیا جس کے اہم نکات تجاویز اور مخلصانہ ہدایات کو بعد میں تمام اجلاس نے سراہا۔ اسے لوحِ قلب پر ثبت کرنے پر زور دیا اور ایک ایک حرف آبِ زر سے لکھنے کا مستحق قرار دیا اور تجویز پیش کی کہ شوریٰ کی اگلی پانچ نشستوں میں غور و فکر بحث و تمحیص کا دائرہ انہی خطوط تک محدود رکھا جائے۔ اجلاس میں کچھ احباب نے اور بعد میں سب نے باصرار مہمان خصوصی سے ایک آدھ حدیث پڑھ کر اجازتِ حدیث کی خواہش ظاہر کی۔ مگر اسلاف کی تواضع، عجز و انکسار کے عجیب مناظر سامنے آئے۔ کہ حضرت مہمان خصوصی آخر تک اس خواہش کی تکمیل پر از روئے فنائیت نفس تیار نہ ہو سکے۔ کہ مجھے یہ تصنع سی لگ رہی ہے نہ دل آمادہ ہوتا ہے نہ انشراح خاطر ہے۔ کہ ایسی مصنوعی صورت اختیار کروں"۔

ان حضرات کی دعاؤں پر ایک بجے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد ۲۹ر کی ظہر تک شب و روز شوریٰ کے اجلاس جاری رہے جن میں شریک منتظمین مدارس و مندوبین نے مدارس کو درپیش مسائل نصاب و نظام تعلیم، سندات کا معادلہ امتحانات اور درجات تعلیم وغیرہ تمام امور پر مفید تجاویز زیر بحث آئیں۔ مدارس میں سرایت کرنے والی خرابیوں اور درس و تدریس اور مطالعہ کو نقصان پہنچانے والے عوامل پر توجہ دلائی گئی۔ الغرض دینی تعلیم کے مروجہ نظام کے ہر پہلو پر باہم مل بیٹھ کر اظہار خیال کا موقعہ اہل علم کو ملا جو ایک بڑی کامیابی ہے۔ اتنے بڑے اور ملک گیر سطح پر علماء کے اجتماع کے موقعہ پر احقر کی شدت سے یہ خواہش تھی کہ افغانستان میں روسی استبداد اور جہاد کے مسئلہ پر حضرات علمائے کرام کو بھرپور توجہ دلائی جائے اور الحمدللہ کہ یہ مقصد اس طرح حاصل ہوا کہ افغان مجاہدین کی اتحاد اسلامی جماعتوں کے معزز سربراہوں نے ۲۸ مارچ کو عصر سے مغرب تک کی نشست میں ایسا قلب و جگر چیر کر حاضرین کے سامنے رکھ دیا خود بھی روئے اور علماء کو بھی رلایا اور اس نازک موقعہ پر اہل علم کی توجہات دینی مسؤلیت اور فرائض کی طرف مؤثر انداز میں مبذول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ وفاق کے اس تاریخی اور فقید المثال اجتماع کو دینی تعلیم و تربیت ملک و ملت اور دین متین کے ہر شعبہ کے حق میں مفید سے مفید تر اثرات کا حامل بنا دے۔

بدقسمتی سے ملک میں اسلامی نظام کی طرف پیش رفت کی رفتار کا معاملہ تو مستقل طور پر اہل درد مسلمانوں کے لئے تشویش و اضطراب کا موجب بنا ہوا ہے کہ اس کے ساتھ بعض واقعات اور اقدامات ان اندیشوں میں اضافہ کر جاتے ہیں قادیانیوں کے بارہ میں ۱۹۷۳ء کی متفقہ اور اجتماعی ترمیم کا زیر بحث آ جانا (جس کے عوامل کچھ ہی کیوں نہ ہوں) اور ایک طرح اس کا

متنازعہ بن جانا ایک نہایت تشویشناک مسئلہ ہے۔ ایک صدی کی طویل جدوجہد اور سینکڑوں شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کا حاصل اس ترمیم کو ہم سرمایۂ ایمان اور ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں اور اس جانب کسی بھی عنوان سے ترچھی نظر اٹھانے کے کسی کے لئے روادار نہیں ہیں۔ ہر چند کہ اس ترمیم کے متبادل مشکل میں تلافی و تدارک کی صورتیں بھی زیر بحث آرہی ہیں۔ مگر میری مخلصانہ گذارش جناب صدر پاکستان کی خدمت میں یہی ہے کہ قیل و قال کے اس سلسلہ کو مزید طول دینے کا موقعہ نہ دیں اور سیدھے سادے الفاظ میں اعلان کردیں کہ ۷۳ء کا آئین اگرچہ صحیفۂ آسمانی نہیں ہے مگر ختم نبوت سے متعلق ترامیم صحیفۂ آسمانی ہی سے مستعار لی گئی ہیں اس لئے یہ ہرگز منسوخ نہیں ہیں اور اسے ایک لمحہ کے لئے منسوخ یا معطل کہنا بھی ضیاعِ دین و ایمان ہے۔ یہ ایک حساس اور نازک مسئلہ ہے اسے یوں بازیچۂ افکار بنانا بھی ایٹم بم سے کھیلنا ہے جس کے نتائج نہایت خطرناک ہوسکتے ہیں۔

چند اخلاق باختہ عورتوں نے قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات کے ایک صریح حکم بیان کرنے پر ایک عالم کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کیا جب کہ یہ ہنگامہ اسلام کے نظام عفت و عصمت سے ہرگز جوڑ نہیں کھا سکتا اور طرفہ تماشا یہ کہ صدر محترم کی طرف سے سرزنش کی بجائے ایسے خواتین کی دلجوئی کرنے والے جملے سامنے آئے ان کا یہ جملہ تو واقعی اعصاب شکن تھا کہ فلاں عالم اتھارٹی نہیں بلکہ میں اتھارٹی ہوں۔ اور وہ یہ بھول گئے کہ وہ اختیار و اقتدار کے سلسلہ میں کتنی بڑی اتھارٹی کیوں نہ ہوں۔ دین اور دینی اقدار کے بارہ میں کسی بڑے سے بڑے عالم کی طرح کوئی بڑے سے بڑا حکمران و سلطان وقت بھی ہرگز ہرگز اتھارٹی نہیں۔ اتھارٹی صرف اللہ اور رسول کی ہے۔ "میں" اور "انا" جیسے جملوں کا ہر انسان، ہر حکمران، ہر عالم و مرشد کے لئے بھی تباہ کن سنت اللہ ہے اللہ تعالیٰ ایسے غیر محتاط گفتگو سے ہمارے صدر محترم کو محفوظ رکھے۔

سمیع الحق ۳۰ مارچ

ضروری وضاحت واستدراک اقبال دخمینی کے زیر عنوان پچھلے پرچہ میں جناب خسروی صاحب کے مضمون کا مقصد مقالہ نگار، مدیر اور ادارے کا اس مضمون سے ادنیٰ درجے کا اتفاق و تائید کرنا نہیں تھا بلکہ بدقسمتی سے ان مشاہیر کی فکری رنگ بازی اور ذہنی ظاہر کرانا تھا ورنہ ظاہر ہے کہ ایسے غیر محتاط بات کا اسلام سے بعید ترین تعلق بھی نہیں ہوسکتا۔ مقالہ نگار کی طرف سے مضمون کے آغاز میں یہ ابتدائیہ بھی تھا "قارئین اس کا مطالعہ قرآن و حدیث کی روشنی میں نہ کریں ورنہ مایوسی ہوگی"۔ مگر یہ نوٹ اوجھل ہوگیا۔ اس مضمون کے تحت السطور کو نہ سمجھ سکنے والے قارئین کی تشویش پر ہم معذرت خواہ ہیں

۲۔ شمائل نبویؐ سے متعلق ٹیپ سے قلم بند کی گئی میرے ایک درس میں حضرت خدیجہؓ کی اولاد کے ذکر میں یہ جملہ شائع ہوا کہ حضرت فاطمہؓ حضورؐ سے تھیں باقی ابوہالہ سے۔ اس سے مراد ابوہالہ کی اولاد ہند اور ہالہ تھے ہرگز نہ تھا۔ کہ خدیجۃ الکبریٰؓ سے حضورؐ کی اور صاحبزادیاں نہ تھیں یہ موقف تو شیعہ حضرات کا ہے۔ جو سے غلط اور باطل ہے۔ اس غلط فہمی کا جو تقریر کے ایک جملہ سے ہوا ازالہ نہایت ضروری ہے۔ قارئین اس مضمون میں "باقی اولاد" کے ساتھ قوسین میں (ہند اور ہالہ) کا اضافہ کریں۔

سمیع الحق